جے ڈرک لیتھم

(ترجمہ) محمد اکرم خان

مغرب کے تصوّراتِ اسلام

"یہ اس عربی مقالے کا اردو ترجمہ ہے جو پروفیسر لیتھم نے مئی ۱۹۷۳ء میں منعقد ہونے والی کانفرنس آف اسلامک کلچرل سنٹرز اینڈ باڈیز لنڈن میں پڑھا تھا۔ یہ کانفرنس اسلامک سیکرٹریٹ کی طرف سے بلائی گئی تھی۔ پروفیسر لیتھم مانچسٹر یونیورسٹی میں عربی اور اسلامیات کے معلّم ہیں۔"

جب سیکرٹری جنرل نے اپنے دعوت نامہ میں مجھے مغرب کے تصورِ اسلام پر گفتگو کرنے کے لئے کہا تو میں نے یہ دعوت بلا جھجک قبول کر لی لیکن جونہی میں اس موضوع پر اپنے خیالات مجتمع کرنے بیٹھا تو میرے ذہن میں کئی سوالات ابھرے۔ سب سے پہلے یہ کہ "مغرب" سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کا مطلب مغربی یورپ ہے یا امریکہ؟ اگر اس سے مراد یورپ ہے تو کس دور کا یورپ؟ اگر ہمارے سامنے قرونِ وسطیٰ کا یورپ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم یورپ کے کس حصے کے بارے میں سوچ رہے ہیں؟ کیونکہ سولھویں صدی عیسوی کی تحریک اسلام نے یورپ کو کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دو گروہوں میں بانٹ دیا تھا اور ان دونوں گروہوں کے اسلام کے بارے میں تصورات مختلف تھے۔ اس کے برعکس ہم اگر موجودہ دَور کے مغرب کو لیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس گروہ کے نظریات پر بات کریں گے کیا اس سے مراد عیسائی اکثریت ہے یا یہودی اقلیت یا مارکس کے پیرو کیمونسٹ؟ میرا ان تمام سوالات اٹھانے سے مقصد محض تضیع اوقات نہیں ہے بلکہ میں انتہائی خلوص سے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب مسلمان مغرب کے تصورات اسلام پر گفتگو کرتے ہیں تو ان کو بالکل واضح طور پر معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے (جیسا کہ ہم آگے چل کر واضح کریں گے) کہ موجودہ عیسائیت اسلام کے لئے کوئی قابلِ ذکر خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ عیسائیت کو اب بھی اسلام کے لئے خطرہ سمجھتے ہیں یا عیسائی مشنریوں کے کارناموں سے خوفزدہ ہیں وہ ماضی میں بس رہے ہیں۔ مستقبل پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اسلام کے لئے خطرات اب بالکل مختلف اطراف سے پیش آئیں گے۔

سوائے اس کے کہ میں بنیادی طور پر کسی غلط فہمی کا شکار رہوں، میں سمجھتا ہوں کہ جب مسلمان مغرب کے تصورات اسلام کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی مراد مغرب میں اسلام کے بارے میں قرونِ وسطیٰ کے پھیلائے ہوئے وہ غلط سلط نظریات ہیں جن کے باقیات اب بھی دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مشنریوں کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ وہ سامراجی حکومتوں کا ایک مذہبی شعبہ تھے جس کی مدد سے مغرب نے مسلمان ممالک پر اپنا تسلط جمائے رکھا اور جب مغرب نے اپنی بساط مسلمان ملکوں سے لپیٹی تو جاتے ہوئے کچھ عرب خطے یہودیوں کے حوالے کر دیئے۔

اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ قرونِ وسطیٰ میں اسلام کا ایک غلط تصور مغرب میں پیدا کیا گیا تھا اور یہ بات مغرب کے اکثر مفکرین اب تسلیم کرنے لگے ہیں۔ (مغرب کے وہ مفکرین جو ان غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں ان میں نارمل ڈینیل (NORMAN DENIAL) منٹگمری واٹ اور سجرید ہنکے (SIGRID HUNKE) زیادہ مشہور ہیں)

مغرب میں اسلام کے بارے میں غلط تصورات کی بنا عرب فتوحات کے دنوں میں شامی اور یونانی عیسائیوں نے ڈالی۔ عیسائیوں کے اس تعصب کی سب سے زیادہ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے تمام عقائد کی تنقیص کرتے تھے۔ خواہ وہ عقائد خود ان کے اپنے ہاں بھی موجود ہوں۔ ان دنوں اسلام کو کفر کے ساتھ خلط ملط کیا گیا اور یہ تصور عام کیا گیا کہ کعبہ میں دیویوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ ان عیسائیوں میں نظریات کا فروغ اس لئے ناقابلِ فہم ہے کہ شام کے عیسائی علماء میں سے بہت سے قرآن کی تعلیمات سے واقف تھے۔

اس دور میں اسلام کے خلاف تصورات عام کرنے کا سہرا دمشق کے سینٹ جان[1] کے سر ہے۔ اس کی پیدائش ہجرت کے پچاس سال بعد ہوئی۔ اس کی شخصیت کے اہم ہونے کی ایک سے زیادہ وجوہ ہیں۔ اس کے اسلوب مناظرہ سے اسلام میں مذہبی بحثوں کا دروازہ کھلا لیکن اس کا صرف یہی ایک مقصد نہ تھا بلکہ اس نے اسلام کے بارے میں کچھ ایسے نظریات پھیلائے جو بعد کی عیسائی نسلوں میں بہت ہر دل عزیز ہوئے۔ خاص طور پر اس نے حضرت زید اور حضرت زینب کے بارے میں غلط فہمیوں کو پھیلایا اور اس موضوع پر تاریخی حقائق کو مسخ کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات کو نشانہ بنایا۔ اس طرح سینٹ جان ہی وہ شخص تھا جس نے یہ نظریہ پھیلایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید سے نقل کیا ہے اور یہ کہ اس سلسلے میں حضور ایک آریائی راہب سے راہنمائی لیا کرتے تھے۔

---

[1] یوحنا دمشقی یزید بن معاویہ کا جگری دوست تھا اس نے شامی چرچ کیلئے بہت کام کیا، اسلئے اسے ولی کا رتبہ دیا گیا۔

عیسائیوں میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کی اشاعت کا آغاز غالباً اس دَور میں ہوا جب ان کو مسلمان فاتحین کے زیرِ سایہ ذمّی بن کر رہنا پڑا اور انہیں خطرہ ہوا کہ اسلام ان کے مذہب کے لئے ایک خطرہ ہے۔ تب انہوں نے اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام کے بارے میں غلط نظریات کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ جوں جوں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں کے علاقوں میں کم ہوتی گئی اور اسلام کی تعلیمات پھیلتی گئیں، عیسائیوں نے اسلام کے خلاف ایسا لٹریچر تیار کرنا شروع کیا جس میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر رکیک حملے گئے تھے۔ بعدازاں یہ تصوّرات اسلام کے بارے میں ایک جامع گائیڈ کی صورت میں جمع کر لئے گئے پیشتر اس کے کہ ہم یہ جانیں کہ عیسائیوں نے اس قسم کی افسانہ تراشیوں کا سہارا کیوں لیا۔ یہ ضروری ہے کہ ہم بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی کے چیدہ چیدہ واقعات پر روشنی ڈال دیں کیونکہ یہی وہ دَور تھا جس میں اسلام کے بارے میں مغرب کے ان تصوّرات نے جنم لیا جو آج تک باقی ہیں۔ سب کو علم ہے کہ سپین میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی چپقلش کا آغاز ہوا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کی وجوہ مذہبی بالکل نہ تھیں بلکہ اس کی وجوہ سراسر سیاسی تھیں۔ کیونکہ سپین کے پہاڑی علاقوں کے لوگ کبھی کبھی اپنے آپ کو مسلمانوں کے ماتحت رہنے پر راضی رکھ سکتے تھے۔ ہاں البتہ مسلمانوں کے خلاف اس غم و غصّہ کو تقویت مذہب کے نام پر دی گئی اور سب عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف مذہب کے نام پر متحد کیا گیا۔ بہرحال یہ درست ہے کہ اس دَور کے مسلمان عیسائیوں میں بڑھتے ہوئے اس قومی شعور کا صحیح اندازہ نہ کر سکے اور اُمیّہ خلافت کے بعد تو مسلمان خود بھی کافی منتشر اور کمزور ہو گئے تھے جس کے نتیجہ میں شمالی علاقوں کے لوگ مسلمانوں کے خلاف شورش برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے ۱۰۸۵ء میں مسلمانوں سے طلیطلہ (TOLEDO) کا علاقہ واپس چھین لیا۔

جن دنوں مسلمان سپین میں پسپا ہوا تھا۔ مغربی یورپ کے لوگ مشرق میں ہونے والے واقعات کا بڑی سنجیدگی سے مطالعہ کر رہے تھے۔ اس کی وجوہ ابتدا میں مذہبی تھیں، خاص طور پر بیت المقدس کی زیارت کا شوق۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ جنگوں کا آغاز عیسائی زائرین پر مسلمانوں کے حملوں سے ہوا اور عیسائی حکمران اپنے زائرین کی مسلّح حفاظت کے لئے آمادہ ہوئے تھے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ یورپ جو کہ عیسائیوں کا مذہبی رہنما ہے، سیاسی اور معاشی وجوہ سے عیسائیوں کے مابین باہم اختلافات ختم کر کے امن اور راحت کی فضا قائم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے اس نے وہ پالیسی اختیار کی جو کہ اس دَور میں سب کو معلوم ہے یعنی کہ ایک حقیقی یا فرضی بیرونی

خطرہ کا ہوا کھڑا کر دیا جس کے نتیجے میں صلیبی جنگیں لڑی گئیں۔ چنانچہ گیارھویں صدی کے نصف آخر میں تمام مغربی عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ کیا گیا اور جوں جوں اس جد وجہد کے شرکاء کو معاشی فوائد حاصل ہونے لگے ان کے مذہبی جوش میں افزونی ہوتی گئی اور ۱۰۸۵ء میں طلیطلہ اور ۱۰۹۱ء میں سسلی کی فتح نے ان کے حوصلے اور بھی بڑھا دیئے۔ چنانچہ گیارھویں صدی کے آخر تک صلیبی جنگوں کا آغاز ہو گیا۔

صلیبی جنگوں کا ایک اثر یہ ہوا کہ یورپ میں اسلام کے بارے میں مزید جستجو پیدا ہوئی اور ۱۱۴۳ء میں پہلی بار کیسٹن کے رابرٹ نے قرآن کو کسی مغربی زبان میں منتقل کیا۔ یہ ترجمہ لاطینی زبان میں تھا اور اس میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ اگرچہ یہ بھی صحیح ہے کہ عیسائیوں کی مسلمانوں کے بارے میں معلومات بہت قلیل تھیں۔ لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان غلطیوں کا محرک مسلمانوں کے خلاف نفرت اور غصہ تھا۔ رابرٹ اور اس کے بعد آنے والے بہت سے دوسرے مترجمین کے نظریات اس تعصب کی وجہ سے غلط تھے کہ اسلام عیسائیت سے ایک کم تر درجہ کا مذہب ہے اور وہ اپنے اس تعصب کو ثابت کرنے کے لئے اسلام میں دانستہ غلط سلط تعبیروں کو ہوا دیتے رہے۔ اگر اس وقت کے اہل علم چاہتے تو قرآن کی تعلیمات سے براہ راست واقفیت حاصل کر سکتے۔

بارھویں صدی کے آغاز میں (PETRO DE ALFONSO) نامی سپین کا یہودی جو بعد میں عیسائی ہو گیا تھا اسلام کے بارے میں صحیح معلومات رکھتا تھا۔ اسلام پر اس کے جارحانہ حملے اس پر شاہد ہیں کہ اسلام کی اصل تعلیمات سے وہ واقف تھا وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے اپنی تحریروں میں اسلامی تعلیمات اور اپنے تبصرہ کو علیحدہ علیحدہ رکھا لیکن بد قسمتی سے اس کے کام نے بہت ہی کم اثر ڈالا۔ اس کی نسبت عبدالمسیح بن اسحاق الکندی نے عربی زبان میں اسلام کے خلاف ایک کتاب لکھی جو اتنی مشہور ہوئی کہ انیسویں صدی میں بھی عیسائی مشنریوں کو وہی کتاب زاد راہ کے طور پر دی جاتی تھی۔

بارھویں اور چودھویں صدیوں کے درمیان عیسائیوں میں یہ خیال غالب رہا کہ کس طرح عیسائیت کو اسلام سے بہتر مذہب ثابت کیا جائے۔ انہوں نے اسلام اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جو تصویر کھینچی وہ اتنی بے ہودہ ہے کہ میں جرأت نہیں رکھتا کہ اپنے مسلمان سامعین کے سامنے وہ دہرا سکوں۔ چنانچہ میں صرف چند ایک اہم باتیں ہی پیش کروں گا۔ سب سے پہلے تو اس بات پر اصرار کیا گیا کہ محمد صلعم ایک جھوٹے نبی تھے اور جان بوجھ کر جھوٹ پیش کرتے رہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک شہوت پرست انسان تھے اور بدی میں زندگی گزارتے تھے۔ تیسرے یہ کہ وہ ایک ظالم سازشی تھے۔ اور اپنے اقتدار کی خاطر وحی کا ڈھونگ رچائے ہوئے تھے اور تلوار کے زور سے مذہب اور اپنے اقتدار کو قائم

کئے ہوئے تھے۔ چہارم یہ کہ اسلام تعداد ازدواج۔ طلاق، جنسی آزادی اور بداخلاقی پھیلاتا ہے حتیٰ کہ جنت کی خوشیاں بھی اسلام میں محض جنسی عیاشی تک محدود ہیں۔ پنجم یہ کہ اسلام عیسائیت کا دشمن ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ کے عیسائی علماء کیوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کے بارے میں غلط نظریات پھیلاتے رہے جب کہ انہیں صحیح حقائق کا علم بھی ہوگیا تھا۔ روحانی سطح پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عیسائیت پر پختہ یقین ہی سچائی تصور کی جاتی تھی۔ لہٰذا اس سچائی کو سربلند کرنے کے لئے اگر جھوٹ ہی بولنا پڑے تو وہ بھی درست سمجھا جاتا تھا۔ حضور صلعم پر رکیک حملے اس لئے کئے گئے کہ ثابت کیا جائے کہ ان کا خدا سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کے علاقے کہیں زیادہ وسیع تھے۔ ثقافتی میدان میں بھی خواہ وہ مادی ہو یا ذہنی، سائنسی ہو یا تکنیکی اسلامی تہذیب مغربی تہذیب سے عظیم تر تھی۔ لہٰذا مغربی یورپ ایک ہی چیز یعنی مذہب میں اپنی برتری کا نعرہ بلند کرسکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یورپ ایک احساس کہتری میں مبتلا تھا اور منٹگمری واٹ کے الفاظ میں " اسلام کے بارے میں غلط نظریات کا فروغ اس احساس کہتری پر غلبہ پانے کے لئے ضروری تھا۔"

چودھویں صدی کے وسط تک اسلام کے بارے میں عیسائی علماء کے نظریات کافی فروغ پاچکے تھے اور یہی نظریات بعد کے ادوار میں بھی قائم رہے۔ وقت اور جگہ کی کمی اجازت نہیں دیتی کہ میں تجزیہ کرکے بتاؤں کہ یہ غلط نظریات کس درجہ تک مختلف صدیوں میں باقی رہے۔ انگلستان میں جنونیت کی ایک واضح مثال ڈاکٹر ہمفری پرائی ڈکس (DR. HUMPHERY PRIDENUX) ہے۔ جس نے سترھویں صدی کے آخر میں چودھویں صدی کے دلائل کو نہایت بھونڈے طریقے سے استعمال کرکے اسلام کا ابطال کرنا چاہا لیکن شاید حضور کی ذات پر سب سے زیادہ رکیک حملے فرانسیسی مصنفوں کے قلم سے ہوئے۔ ۱۷۴۲ء میں والٹیر قرون وسطیٰ کے علماء سے بہت آگے نکل گیا۔ چونکہ قرون وسطیٰ کے علماء تو اپنے غلط نظریات کی بنیاد کسی قدر حقائق پر رکھتے تھے لیکن والٹیر نے تو "فنا ٹسمہ" ایک بے بنیاد جھوٹ گھڑکر اپنا مشہور المیہ (FANA TISME, OU MAHOMET LE PROPHET) لکھا۔ اس کا یہ ڈرامہ سوائے ایک زہریلے افسانے کے اور کچھ نہ تھا۔ اس طرح ۱۸۸۹ء میں ہنری وائی کومٹے (HENRY VICOMTE) نے کچھ اتنا ہی بے بنیاد اور ایسا ہی زہریلا ڈرامہ بعنوان...... (MAHOMET) لکھا۔ اگرچہ وہ والٹیر کی نسبت اسلام سے کم دور تھا لیکن وہ اپنے بغض کو چھپا نہ سکا۔ اور اسلام کے خلاف نفرت اور عیسائیت کی برتری کو جتلانے کے لئے نہایت متعصبانہ انداز اختیار کرگیا۔ اس نے دکھایا کہ محمد صلعم ایک عورت کی خاطر خودکشی کررہے ہیں۔ غرضیکہ اس کا مرکزی خیال اس قدر اشتعال انگیز تھا کہ

عثمانی سلطان عبدالحمید دوئم نے فرانسیسی حکومت سے احتجاج کیا اور اس احتجاج کی وجہ سے یہ ڈرامہ سٹیج نہ ہو سکا۔

اگرچہ مغربی یورپ کا مذہبی اتحاد تو باقی نہ رہا لیکن ان جارحانہ حملوں کا کچھ فائدہ بھی ہوا۔ اس نقطۂ نظر سے سب سے دلچسپ شخصیت سیل (SALE) کی ہے جس نے پہلی بار ۱۷۳۴ء میں قرآن کا صحیح ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ اگرچہ درست ہے تاہم اس میں قرآن کا ادبی اسلوب بالکل غائب ہے اور پڑھنے میں بہت کوفت ہوتی ہے لیکن ایک لحاظ سے یہ ترجمہ قابل قدر بھی ہے کہ سیل نے اپنے مدعا کی وضاحت کے لئے زمخشری اور البیضاوی جیسے مسلمان مصنفین کی تحریروں سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ اگرچہ ایک مسلمان قاری سیل کے ترجمہ میں اسلام کے خلاف تعصب پاتا ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ اس میں پہلے کی نسبت تعصب کی تندی بہت کم ہو گئی ہے۔ انگلستان میں سیل کا ترجمہ ہی وہ پہلی کاوش ہے جس میں اسلام کے خلاف روایتی جارحیت کو ترک کیا گیا ہے۔ اس طرح ایک نئے طرز فکر کی نیو رکھی گئی۔ کیونکہ قرون وسطیٰ میں تو صرف اسلام کے خلاف اور عیسائیت کے حق میں ذہنی غسل ہی اصل مقصود تھا۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ سیل کا ترجمہ خوش اسلوب نہ تھا۔ چنانچہ عربی سے نابلد کارلائل نے جب اسے پڑھا تو کہا کہ "سوائے احساس فرض کے اور کوئی چیز کسی یورپین کو قرآن پڑھنے پر راضی نہیں کر سکتی" لیکن اس کے باوجود اس نے محمد صلعم کے خلوص کا دفاع کیا اور قرون وسطیٰ کے تمام اعتراضات کو رد کیا۔ چنانچہ کارلائل نے مغرب کے تصورات کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا۔

کئی اعتبار سے انیسویں صدی ایک اہم موڑ تھا۔ اس قلیل وقت میں میں انیسویں صدی کی تمام اقوام کے نظریات و رجحانات کا جائزہ تو نہیں لے سکتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ عربی اور اسلامیات نے زیادہ تعداد میں برطانوی مفکرین کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرایا۔ چنانچہ جے ایم راڈویل (J. M. RODWELL) نے بڑی سنجیدگی سے کوشش کی کہ قرآن کو اس کے زمانۂ نزول کے اعتبار سے ترتیب دے کر اس کے نفس مضمون کو سمجھا جائے۔ اگرچہ اس نے قرآن کو آسمانی کتاب نہیں مانا لیکن اس نے محمد صلعم کی ذات پر جو تبصرہ کیا وہ اس کے پیش رووں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ "اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ محمد صلعم بڑے خلوص سے اپنی قوم کو بت پرستی کی جہالتوں سے نکالنا چاہتے تھے...... محمد صلعم کا کردار اس شخص کی صلاحیتوں اور قوتوں کی بہترین مثال ہے جس کو اللہ پر یقین کامل ہو...... تاریخی حقائق سے جتنا زیادہ ہم آگاہ ہو رہے ہیں اتنا ہی اس بات کی تصدیق ہو رہی ہے کہ ان کی ذات پر جو گند اچھالا گیا ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔" اسی طرح راڈویل پہلا مصنف ہے

جس نے قرآن کی ادبیت کو پہچانا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ بلا شبہ اسلام سے ہمدردی کے باوجود کچھ پرانے تعصبات بھی باقی رہے اور آئندہ بھی باقی رہیں گے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ کس قسم کے افکار نے پروفیسر مارگولیتھ (PROF. MARGOLIOOTH) ولیم میور (WILLIAM MUIR) اور پیرے لیمنز (PERE LAMMENS) جیسے مستشرقین کو متاثر کیا اور یہ ماننا مشکل ہے کہ وہ آیندہ بھی اپنے فکر میں اپنے مذہبی تعصبات سے باہر نکل سکیں گے۔ لیکن اس کے باوجود ایسے مفکرین کی تعداد اب کم ہو رہی ہے۔ اس کی بھی کئی وجوہ ہیں۔ اوّل یہ کہ مذہب کی طرف رجحان میں بالعموم کمی ہوتی جا رہی ہے۔ دوئم پہلے کی نسبت اب دوسروں کی آرا کا احترام بڑھتا جا رہا ہے۔ سوئم عربی اور اسلامیات اب باقاعدہ علوم کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔

جہاں تک اسلام کے بارے میں عیسائی تصورات کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں مستقبل میں خیر سگالی بڑھے گی چنانچہ رومن کیتھولک چرچ کی (جس کے پیروان کی تعداد پچاس کروڑ کے قریب ہے) طرف سے جذبۂ خیر سگالی کا اظہار پوپ جان ۲۳ نے دوسری ویٹیکن کونسل کی جانب سے ایک اعلامیہ میں کیا۔ میرا فرض ہے کہ میں وہ اعلامیہ آپ کے سامنے رکھوں :۔

"چرچ مسلمانوں کی طرف بہت احترام سے دیکھتا ہے کیونکہ وہ بھی ایک ایسے حی و قیوم، رحمان و رحیم خدا پر یقین رکھتے ہیں جس نے زمین و جنت کو تخلیق کیا اور آدمی کو اپنا ترجمان بنایا وہ بھی اس کے ابدی پیغام پر دلی یقین رکھتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ رکھتے تھے۔ جس کے ساتھ مسلمان اپنے آپ کو وابستہ کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ حضرت مسیح کو خدا نہیں مانتے وہ اس کو نبی ضرور مانتے ہیں اور کبھی کبھار عقیدت سے اس کی طرف رجوع بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں جب کہ خدا سب کو دوبارہ اٹھائے گا۔ چنانچہ وہ ایک بااخلاق زندگی پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کی عبادت نماز، خیرات اور روزوں کی صورت میں کرتے ہیں"۔

اگرچہ ماضی میں بہت جھگڑے باہم پیدا ہوتے رہے لیکن یہ قدس (SYNOD) اپیل کرتا ہے کہ آپس کی سب رنجشیں بھلا دی جائیں اور باہم افہام و تفہیم پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ تمام انسانیت کے لئے ایک مشترکہ کوشش ہونی چاہیئے کہ دنیا میں انصاف، اخلاق، امن اور آزادی پرورش پائے"۔

THE DOCUMENTS OF CATICAN II, P. 663 -

علم و فکر کے میدان میں بھی اسلام کو سمجھنے کے لئے نئی طرز کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ نئی کوشش منٹگمری واٹ کے الفاظ میں یوں بیان کی جا سکتی ہے:۔

"چونکہ یورپ میں اسلام کے خلاف ایک ردعمل پایا جاتا ہے چنانچہ مسلمانوں کو چھوڑ کر رومن اور یونانیوں کی طرف رجوع کیا گیا۔ لیکن آج جب کہ ہم سب ایک نئی دنیا کی بنیادوں پر سوچ رہے ہیں۔ ہمیں اپنی ماضی کی غلطی کو درست کرنا چاہیئے اور ہم نے جو کچھ عربوں اور مسلمانوں سے سیکھا ہے اس کا سیدھے طریقے سے اعتراف کرنا چاہیئے۔"

اس کی مزید تشریح میں اپنے دوست پروفیسر نوئیل کولسن (NOEL COULSON) بیرسٹر عربی دان اور پروفیسر مشرقی قانون لندن یونیورسٹی کے ان الفاظ سے کرتا ہوں جو اس نے اپنی تازہ کتاب (SUCCESSION IN THE MUSLIM FAMILY (P. 3)) میں تحریر کیئے ہیں۔

"قانونی طور پر اسلام کا قانون وراثت ایک ٹھوس فنی کامیابی ہے اور مسلمان مفکرین جائز طور پر مختلف وارثوں کے حقوق کی تقسیم کے اس حسابی نظام میں فخر محسوس کرتے ہیں۔"

جہاں تک عیسائیوں کے عقیدے کا تعلق ہے وہ اپنا عقیدہ تو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی مسلمان ایسا کریں گے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں اس میں اختلاف کرنے کا اسلوب سیکھنا چاہیئے اور میری طرح اوروں کو بھی جاننا چاہیئے کہ منزلِ مقصود پر پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہونا ضروری نہیں۔

ختم کرنے سے پہلے میں اپنے آغاز کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ مستقبل پر نظر رکھنے والے جانیں گے کہ اسلام کو خطرہ اب بالکل مختلف اطراف سے ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ اب عیسائی مشنری اور مستشرقین سے اصل خطرہ نہیں ہے۔ اب اصل خطرہ کمیونسٹوں کی طرف سے ہے جن کے مادی نظریات انہیں اسلام کو پڑھنے اور اس کی تردید کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔[1] اس اعتبار سے آج کا کمیونزم قرون وسطی کی عیسائیت سے مشابہ ہے۔ لیکن اس کا حملہ زیادہ کاری ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مذہبی اور قومی نظریات کے انضباط سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے لیکن کمیونزم کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار اسلام کی اس روحانی قوت پر ہوگا جو کمیونزم کی مدافعت کے لیئے استعمال کی جائے گی۔ *

---

[1] عیسائی امریکہ اور بقول ٹائن بی عیسائیوں سے ہی نکلا ہوا کمیونسٹ روس آپس میں مفاہمت کر چکے ہیں اور ایک پچیس سالہ معاہدہ بھی ان میں قرار پا چکا ہے۔ بقول ٹائن بی اس وقت مسلمانوں کو زیر کرنے کا نہایت نادر موقع عیسائیوں کو میسر ہوا ہے عیسائی کہیں بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر کمیونزم کے خلاف جدوجہد کرنے میں نہ تو مصروف کار ہیں نہ ایسا ارادہ رکھتے ہیں۔ دونوں طاقتیں مسلمانوں کی یکساں دشمن ہیں اور ان کے خلاف اسلام سرگرمیوں کو نگاہ میں رکھنے کی ضرورت سے آج صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔